Lesson 7. Al-Baqarah (Ayaat 40 – 46): Day 30 سُوْرَةُ البَقَرَة کی تفسیر

یہاں اللہ نے ہمارے لئے ہدایت کا پیغام رکھا ہے۔ اب ہم دُنیا کے سب سے پرانے مذہب کے بارے میں پڑھیں گے۔ یہ یہود کا مذہب ہے۔ ہم نے ابھی تک انسانوں کے چار گروہوں کے بارے میں پڑھا ہے۔ مومن۔ کافر۔ منافق اور فاسق۔

اگلے دس رکوع تک ہم یہود یعنی بنی اسرائیل کی تاریخ پڑھیں گے۔ مکّہ سے ہجرت کرکے نبی پاکؐ مدینہ آئے تو اس سوسائٹی میں یہود سے سامنا ہوُا۔ وہ اپنے آپ کو اللہ کے چہیتے کہتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ حضرت ابراہیمؑ کے پیروکار ہیں۔ اِس لئے یہود کی یہاں تاریخ جاننا ضروری ہے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ

﴿۴۰﴾ اے یعقوب کی اولاد! میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کئے تھے اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا۔ میں اس اقرار کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا اور مجھی سے ڈرتے رہو

لفظ بنی اسرائیل یعنی یعقوب کے بیٹے۔ عبداللہ کو عبرانی زبان میں اسرائیل کہتے ہیں۔

حضرت ابراھیمؑ تمام الہامی مذاہب کے جدّ امجد ہیں۔ یعنی باپ ہیں تمام الہامی مذاہب اُن کو مانتے ہیں۔

حضرت ابراھیمؑ ملک شام سے تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے۔ اسحاقؑ اور اسماعیلؑ۔ کافی عمر میں جا کر اولاد ملی تھی۔ یہ اللہ کی آزمائش بھی تھی اور انعام بھی۔

حضرت اسماعیلؑ کو بچپن ہی میں اللہ کے حکم پر مکّہ میں چھوڑ دیا گیا۔ اسماعیلؑ کو اپنی امّی حضرت حاجرہؑ کے ساتھ وہاں بے آباد جگہ پر چھوڑ دیا گیا۔ وہاں کسی زمانے میں خانہ کعبہ تھا لیکن طوفانِ نوح کے بعد وہ جگہ ویران پڑی تھی۔

حضرت اسماعیلؑ اور حضرت حاجرہؑ کی آبِ زم زم والی کہانی ہم سب کو معلوم ہے۔ پھر ایک قافلہ (قبیلہ جرھم) وہاں آکر پانی کی وجہ سے آباد ہو گیا۔ آہستہ آہستہ آبادی بڑھی اور ایک شہر بن گیا۔

حضرت اسماعیلؑ کی اُسی قبیلے کی عورت سے شادی ہوئی۔ اور پھر اُن کی اولاد کا سلسلہ جاری رہا۔

پھر ایک لمبا عرصہ اِسی طرح گزر گیا اور اس بات کو چار ہزار سال گزر گئے۔ کوئی نبی اس سرزمین پر نہ آیا۔

دوسری طرف حضرت ابراھیمؑ کے دوسرے بیٹے حضرت اسحاقؑ کے بیٹے کے حضرت یعقوبؑ تھے۔ اُن کے بارہ بیٹے تھے۔ ایک کا نام یوسفؑ تھا اور سب سے چھوٹے بن یامینؑ تھے۔ (یہ کہانی ہم سورۃ یوسف میں پڑھیں گے) یہ دو سگے بھائی تھے باقی سوتیلے تھے۔ سب سے بڑے بیٹے کا نام یہودا تھا۔ اُسی کی طرف نسبت کر کے یہودی اپنے آپ کو یہود کہتے ہیں (جیسے ہم میں سے کچھ مسلمان اپنے آپ کو حنفی، شافعی۔ مالکی یا حنبلی کہتے ہیں) اللہ نے یہ نام نہیں دیا تھا۔ اللہ نے سب کو مسلمان کا نام دیا ہے۔ انسان خود کو دوسرے انسانوں کے ساتھ نسبت دیتے ہیں۔ انسان دین اور کتاب سے دُور ہوتے ہیں اور اصل دین کو چھوڑ کر اپنے آپ کو بزرگوں سے نسبت دیتے ہیں۔ کئی لوگوں نے اپنے آپ کو علاقوں سے بھی نسبت دیتے ہیں جیسے بریلوی

جب سب مسلمان اکٹھے ہونگے تو متحد ہونگے اور سب اللہ کے ایک دین کی پیروی کرینگے۔ شیطان کو یہ بات اچھی نہیں لگتی وہ سب کو فرقوں میں بانٹ دیتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے سے اور دین سے دور ہو جاتے ہیں۔ آپس کی دشمنی میں پڑ جاتے ہیں۔ اللہ اور رسول کی پیروی سے دور ہو جاتے ہیں۔ یہی یہود کے ساتھ ہوُا اور آج کل یہی مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔

یہود کی ذمّہ داری تھی کی وہ اللہ کا خلیفہ بنتا۔ اللہ کے حکم مانتے۔ اللہ نے اُن کی طرف چار ہزار انبیاء کرامؑ بھیجے۔ اُس قوم کی جہالت دیکھیں کہ وہ پھر بھی بھٹک گئے۔ جو بات اِن کو اچھی نہ لگتی تو یہ اُس نبی کو قتل کر دیتے۔ جب کوئی قوم اللہ والوں کو ستاتی ہے تو اللہ اُن کا سزا دیتا ہے اور وہ قوم تفرقہ بازی میں پڑ جاتی ہے اور آپس میں ہی لڑنے لگتے ہیں۔

ملک شام یہود کا وطن تھا۔ خراب حالات کی وجہ سے اِن کو ہجرت کرنی پڑی۔ اِن کے تین قبیلے تھے۔ ایک قبیلے نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ اِن کی کتابوں میں لکھا تھا کہ آخری نبی یہاں سے ہونگے اس لئے یہ قبیلے والے مدینہ میں آکر آباد ہو گئے۔ اِن کو معلوم تھا کہ آخری نبی طیّبہ (مدینہ) سے ہونگے۔

یہ مشرکین کو دھمیاں دیتے تھے کہ آخری نبیؐ آنے والے ہیں۔ ہم اُنؐ کے ساتھ مل کر یہاں حکومت کرینگے۔

لیکن پھر حالات بدل گئے۔ یہود کا خیال تھا کہ آخری نبیؐ حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں سے ہونگے لیکن وہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے تھے۔ یہود کا حسد سے بُرا حال تھا۔ اپنے حسد اور تعصب کی وجہ سے انھوں نے رسول پاکؐ کی پیروی سے انکار کر دیا۔ انھوں نے اللہ کے نبیؐ کا انکار کر دیا۔

حضرت محمدؐ مبعوث ہوئے تو یہود نے سب آثار دیکھ لئے لیکن بجائے حمایت کے مخالفت شروع کر دی۔ یہاں مدینہ کے یہود کی بات ہو رہی ہے۔ نبی پاکؐ کا خیال تھا کہ اِن کو دین کی طرف بلانا آسان ہو گا۔ وہ اِن کے ساتھ مل کر اللہ کے دین کو پھیلائیں گے۔ لیکن یہود نے تنگ دِلی کا مظاہرہ کیا۔

اگر کہیں دین والے پہلے ہی کام کر رہے ہیں تو اُن کو چاہئے کہ نئے آنے والوں کی حمایت کریں۔ دونوں گروہوں کو مل جل کر اللہ کے دین کی خدمت کرنی چاہئے اور دین کو پھیلائیں۔ گروپ بندی اور فرقہ واریت سے قوموں کو نقصان ہوتا ہے۔ دین کمزور ہوتا ہے۔ وسعتِ قلبی دکھائیں اور ایک دوسرے کو برداشت کریں۔

ہمارا کام یہ ہونا چاہئے۔ کہ کہیں مجھ سے بھی کوئی خدمت لے لیں۔ اللہ کے کلمے کو بلند کریں۔ نام کی پرواہ نہ کریں۔ ایک دوسرے کی مخالفت نہ کریں۔

یہود اُس وقت کے مذہبی لوگ تھے۔ وہ رسول پاکؐ کی مخالفت کرنے لگے۔ اُن کا خیال تھا کہ؛

- ہماری شہرت کم ہو جائیگی۔ لوگ ہم سے مشورے نہیں کرینگے
- وہ ڈرتے تھے کہ وہ مذہب بدل چکے تھے۔ دین کو سخت کیا تھا۔ اب لوگوں کو پتا چل جائے گا۔ یہود کے علما کی تباہی اِسی وجہ سے ہوئی، اور عیسائیوں نے مذہب کو آسان کر دیا تھا۔
- یہود کے علما نے عام لوگوں کے لئے دین کو مشکل کر دیا تھا اور اپنے لئے مذہب میں آسانی رکھی تھی کہ ہم دیندار رہیں
- یہ بنی اسرائیل سے نہیں ہیں۔ اگر ہم میں سے ہوتے تو ہم اِنؐ کو مان لیتے

- لوگوں سے پتا کرواتے کہ کون کون نبی پاکؐ کے پاس جاتا ہے۔ اور وہاں کیا بات ہو رہی ہے پھر جو بات نبی پاکؐ بیان فرماتے اُسی سے ملتا جلتا کچھ خود بھی بنا لیتے کہ ہمارے دینِ ابراہیمی میں تو یہ لکھا ہے۔ کہ ہمارے پاس بھی تو یہ ہے اِس لئے آپ لوگ ہمارے پاس آ جائیں۔

اللہ کے نبیؐ کے مقابل ایک گروہ ہے جنہوں نے اپنی ایک دیندار ہونے کی دھاک بٹھائی ہوئی ہے۔

اللہ کی نبیؐ نے دین کی اَصل لوگوں کو بتا دی، باتیں کھول کر بیان فرما دیں۔ اَب یہود ڈر گئے کہ ہم نے جو لوگوں کو اپنی مرضی کا دین بتایا ہوُا ہے وہ پول کھل جائے گا۔

ہمارے ہاں بھی دیندار اُس کو کہتے ہیں جو نہ ہنسے اور نہ دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر بیٹھے۔ عجیب طرح کی باتیں بنائی ہوئی ہیں۔ اَب ایک گروپ تو کہے گا کہ بال کاٹنا حرام ہے لیکن اگر کوئی یہ کہہ دے کہ آپ بات کاٹ سکتی ہیں لیکن نامحرموں کو نہ دکھائیں۔ یا پھر غیر مسلم خواتین کی شباہت اختیار نہ کریں تو اُن پر باتیں بنائی جاتی ہیں۔ اور پھر کہا جاتا ہے کہ دیکھا اِسی لیئے لوگ وہاں زیادہ جاتے ہیں کیونکہ دین کو آسان کر دیا ہے۔

یا پھر کہا جاتا ہے کہ فلاں بزرگ تو گرم روٹی نہیں کھاتے اور اچھے کپڑے نہیں پہنتے وہ بہت دیندار ہیں۔

ہم اگر لوگوں پر سختی کریں گے تو وہ گھبرا کر دین سے دور ہو جائیں گے۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ اگر پیدل چلیں تو دو میل آسانی سے چل سکیں گے اور اگر آپ نے 20 کلو کے دو بیگ اُٹھا کر چلنا ہو تو وزن کی وجہ سے چلنا مشکل ہو گا۔ بغیر ضرورت سختی سے لوگوں پر بوجھ بڑھ جاتا ہے۔

لوگوں نے بزرگوں کے نام پر عجیب طرح کی باتیں مشہور کی ہوئی ہیں۔ یاد رکھیں اس طرح کی سختیاں صرف چند لوگ ہی برداشت کر سکیں گے۔ دین میں توازن لازمی ہے۔

درمیانی راستہ بہترین ہوتا ہے۔ آج کے دور میں لوگ جو دین اپنے لئے لازمی سمجھتے تھے وہی عام لوگوں کو دے دیا ہے۔ عامۃ الناس کو مشکل فتوے دیتے ہیں۔ لوگوں کے لئے دین کو آسان کر کے پیش کریں۔

یہاں سے اللہ تعالیٰ کا یہودِ مدینہ سے خطاب ہے۔ کہ اے بنی اسرائیل یاد کرو تم پر اللہ کے کیا احسانات تھے۔ تمہیں اللہ نے اُمّتِ وسط بنایا تھا۔ تمہیں سب جہان والوں پر فضیلت دی تھی۔

تمہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا تھا۔